بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلہ (۳۲)

ولایت ونبوت

عالمِ اسلام کی

ایک دیرینہ بحث

(مولفہ)

پروفیسر سید عالم خوندمیری مرحوم

(باعانت)

سید علی صاحب یداللّٰہی معتمد مرکزی انجمن مہدویہ چنچل گوڑہ

شائع کردہ :۔ ادارۂ تبلیغ مہدویہ (۱-۶-۶۷۳)
دفتر جامع مسجد مہدویہ مشیرآباد حیدرآباد آندھراپردیش
مطبوعہ :۔ دائرہ پریس۔ چھتہ بازار حیدرآباد

طبع اول — تعداد (۳۰۰)

۱۴۰۴ھ
۱۹۸۳ء

لَآ اِلٰــہَ اِلَّا اللّٰہ

کوئی معبود اللہ کے سواء نہیں

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

محمد اللہ کے رسول ہیں

اَللّٰہُ رَبُّنَا

اللہ ہمارا معبود ہے

مُحَمَّدٌ نَبِیُّنَا

محمد ہمارے نبی ہیں

اَلْقُرْاٰنُ وَالْمَهْدِیْ اِمَامُنَا

قرآن اور مہدی ہمارے امام ہیں

اٰمَنَّا وَ صَدَّقْنَا

ہم ان پر ایمان لائے اور ہم نے ان کی تصدیق کی

اظہار

کارکنان ادارۂ کو اس بات کی بڑی مسرت ہے کہ افرادِ قومی کے مسلسل تعاون سے بتیس تبلیغی کتابیں شائع کئے ہیں جو ملک اور بیرون ملک بڑی ہی قدر کی نگاہ سے دیکھی گئیں۔ کارکنان ادارہ کو آئندہ بھی برادرانِ قومی سے بھرپور تعاون کی امید ہے۔ ان مختصر تبلیغی کتابوں کو نہ صرف مہدوی بلکہ غیر مہدوی اہلِ علم حضرات نے بھی کافی سہراہا ہے۔ اخبارات کے ذریعہ بھی حضرت امامنا مہدی موعودؑ کی سیرت طیبہ وتعلیمات کو عام کرنے کی سعیٔ مسلسل جاری ہے چنانچہ کئی علما کرام کی نگارشات کو عوام الناس تک پہونچا گیا جس سے نہایت خوشگوار اثرات مرتب ہوئے۔ ادارۂ ہذا اس قسم کے کئی تبلیغی پروگرام رکھتا ہے اعلائے حق (مہدویت کا مکمل جائزہ) جو ادارۂ کی اٹھارویں اشاعت ہے عوام میں بیحد مقبول ہوئی اور عوام کے مسلسل اصرار پر اس کا دوسرا ایڈیشن عنقریب شائع ہو رہا ہے۔ ادارۂ کی بتیسویں اشاعت (ولایت ونبوت عالم اسلام کی ایک دیرینہ بحث) مولفہ ڈاکٹر سید عالم خوندمیری مرحوم سابق پروفیسر شعبہ فلسفہ عثمانیہ یونیورسٹی پیش خدمت ہے جو ایک علمی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے کارکنانِ ادارہ اس تبلیغی کام میں آپ سے بھرپور تعاون کی اپیل کرتے ہیں۔ فقط

محمد صدیق

صدر ادارۂ تبلیغ مہدویہ مشیر آباد

المرقوم ۱۹/ڈسمبر ۱۹۸۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

اللہ کا شکر ہے ہمارے قومی ادارے حضرت امامنا سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام خاتم ولایت محمدی مامور من اللہ خلیفۃ اللہ مراد اللہ دافع ہلاکت محمدیہ (ولادت ۱۴ جمادی الاول ۸۴۷ سنہ ہجری بروز پیر م ۹ ستمبر ۱۴۴۳ سنہ عیسوی بمقام جونپور اُتر پردیش (ہند) وصال اُنتیس ذی قعدہ ۹۱۰ سنہ ہجری بروز پیر مطابق ۲۳ اپریل ۱۵۰۵ء بمقام مدفن فراہ (افغانستان) کے پیام سے شناسائی کی دعوت دے رہے ہیں اور اس دعوت کی میزبانی میں ادارہ تبلیغ مہدویہ دائرہ مشیر آباد حیدرآباد آندھرا پردیش (ہند) کے کارکن بھی شریک ہیں ادارہ ہذا نے مختلف رسائل و کتب کی اشاعت کے ذریعہ پیام امامنا علیہ السلام کو تبلیغی نقطہ نظر سے نہ صرف اپنوں بلکہ دوسروں تک پہونچانے کی سعی کی ہے جو "وقت" کی ایک اہم ضرورت بھی ہے زیر نظر معرکۃ الآرا مضمون "ولایت و نبوت عالم اسلام کی ایک دیرینہ بحث" محترم بھوپی زاد بھائی ڈاکٹر سید عالم خوندمیری مرحوم صدر شعبہ فلسفہ عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد آندھرا پردیش (ہند) (تاریخ ولادت سات فروری سنہ ۱۹۲۲ء ہم تاریخ وصال ۲۷ ستمبر ۱۹۸۳ء) نے اپنی طویل علالت کے دوران تنظیم مہدویہ کے زیر اہتمام شائع ہونے والے پندرہ روزہ "نور ولایت" کے لئے لکھا تھا جس کی اشاعت عرس مبارک حضرت امامنا مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والتسلیم خلیفۃ اللہ کے موقعہ پر "نور ولایت عرس مبارک نمبر" میں ہو چکی ہے۔ ڈاکٹر سید عالم خوندمیری مرحوم اہل علمی دنیا میں کسی تعارف کے محتاج نہیں کارگاہ حیات سے منہ موڑنے تک ان کے علمی مشاغل پر کوئی اثر نہ پڑا اُن کی علمی فکر ہر زمانے کے انسانوں اور ہر زبان

دانشوروں کو اپنی طرف دعوتِ نظارہ دیتی رہے گی۔ عصر حاضر کے ماحول میں علم کی ایک بہتر انداز میں خدمت کی اور اس خدمت میں انہوں نے بے باک جرات اور سخاوت کے مظاہرے میں بخل یا کوتاہی سے کام نہیں لیا ان کی علمی خدمت "تنا سائی" سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ تنا سائی اور حق پرستی انھیں اس راہ "لازوال ابدی فکر" سے ملی تھی جس کی منزل "عشق" ہے جس کا لازمی نتیجہ "دید" ہے اور الولایت افضل من النبوۃ کی حقیقی ابدی تفسیر ہے۔

ڈاکٹر سید عالم خوندمیری مرحوم نے اپنے اس عالمانہ فکر انگیز مضمون میں شاعر مشرق ڈاکٹر سر شیخ محمد اقبال مرحوم (ولادت ۹/نومبر ۱۸۷۷ء وفات ۲۱/اپریل ۱۹۳۶ء) و شیخ احمد سرہندی (نام احمد لقب بدرالدین اور کنیت ابوالبرکات تاریخ ولادت پندرہ ذی الحجہ ۹۷۱ھ بمقام سرہند (پنجاب) تاریخ وفات ۲۷/صفر المظفر ۱۰۳۴ھ) کے انفرادی نقاط نظر کو پیش کیا ہے جن پر غور کرنے سے اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ عالم اسلام میں (بہ استثنائے چند) ولایت اور ولایت کی نبوت پر افضیلت کی دائمی حقیقت پر اپنی محدود زاویہ نگاہ، تحفظ ذہنی اور خارجی عوامل کی بنیاد پر بحث کی ہے جو حقیقت کے مغایر قرار پاتی ہے۔

چنانچہ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ (ولادت سترہ رمضان ۵۶۰ہجری وصال بارہ ربیع الآخر ۶۳۸ھ نزد بعضی ۲۲/ربیع الآخر ۶۳۸ھ ہجری مقام مدفن صالحیہ دمشق) نے حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی بعثت مبارک سے تقریباً دو سو سال قبل ولایت کی نبوت پر فضیلت کو پیش کیا ہے۔ حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رح کو پہلوان دین فرمایا ہے

حضرت میراں سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام خلیفۃ اللہ نے "دین" کو اسم عادت و بدعت سے جو لغو روایات کی شکل میں اسلام کو گھیرے ہوئے تھے

آزاد کرتے ہوئے دین کے صحیح اور حقیقی معنیٰ سے آگاہ کیا اور دعوت تصدیق دی نیز ارشاد فرمایا کہ "تصدیق بندہ عمل است" (بندے کی تصدیق عمل ہے) اور مذہب ماکتاب اللہ واتباع رسول اللہ (میرا مذہب اللہ کی کتاب یعنی قرآن مجید اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء کی اتباع ہے۔ یہی مہدویت ہے اور مہدویت ہی روح اسلام ہے۔ کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ہم مذہب اور اس کے پیغام کو عصری روحانی تقاضوں سے ہم آہنگ نہ کریں؟ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم انتہائی سنجیدگی کے ساتھ عصری تقاضوں کا مطالعہ کریں اور اپنے اندازِ نظر میں اتنی وسعت پیدا کرلیں کہ ان تقاضوں کے ساتھ انصاف ہوسکے انسان کی اخلاقی ترقی کا انحصار اس کے روحانی اندازِ نظر پر رہتا ہے اور یہ روحانی اندازِ نظر محض "قانون" کی اتباع سے پیدا نہیں ہوتا بلکہ اُن ابدی اقدار کی جستجو اور ان پر اپنی نظریں جمانے سے حاصل ہوتا ہے جو دین کا مقصود ہیں اہل مذاہب کا یہ فرض ہے کہ ظاہر سے زیادہ انسان کے باطن کی طرف متوجہ ہوں اور ان دونوں پہلوؤں یعنی ظاہر اور باطن میں ہم آہنگی پیدا کریں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ

والسلام علی الخاتمین وعلی آلھما واصحابھما اجمعین

ابوشریف سید علی ید اللٰہی (معتمد مرکزی انجمن مہدویہ چنچل گوڑہ حیدرآباد) نبیرہ اصغر اشرف العلماء بحر العلوم حضرت علامہ ابوشریف سید اشرف ید اللٰہی شمسی رحمۃ اللہ علیہ مفسر تفسیر بوامع البیان (بزبان عربی) سابقہ پروفیسر جامعہ عثمانیہ حیدرآباد (دکن)

ولایت و نبوت عالم اسلام کی ایک دیرینہ بحث

ولایت اور نبوت کے ربط اور امتیاز کی بحث، اسلامی صوفیانہ اور دینیاتی حلقوں میں ایک عرصہ دراز سے جاری ہے لیکن میری نظر میں یہ بحث ایسے دینیاتی مباحث میں آتی ہے جس میں دونوں فریق ایک دوسرے کے امتیاز کو مبالغہ آرائی سے پیش کرتے ہیں اور اصل بحث سے دور ہو جاتے ہیں۔

اس بحث کے نقطہ آغاز کے طور پر میں اس دور کے مشہور فلسفی اور شاعر اقبال کے نقطہ نظر کو پیش کروں گا جس نے دور حاضر کی علمی زبان میں اس بحث کو چھیڑا۔ اور اپنے خود راستہ سے ہٹ کر اسلام کے دینیاتی حلقوں کی تائید کر دی۔ یہاں ایک دلچسپ نکتہ یہ ہے کہ اقبال نے ایک عرصہ دراز کے بعد مذہبی اور صوفیانہ تجربات کی تحقیق کی لیکن چند محرکات کی بناء پر جن کا تعلق سماجی انقلاب سے تھا وہ اس نقطہ نظر "ولایت نبوت سے افضل ہے" کے نکتہ چیں ہو گئے، حالانکہ وہ ایک مقام پر خود اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ "پیغمبر کی شخصیت میں حیات کا محدود مرکز خود اپنی لامحدود گہرائی میں غرق ہو جاتا ہے تاکہ وہ پھر سے ابھرے اور ایک نئے جوش و جذبہ کے ساتھ فرسودہ روایات کو ختم کرے اور زندگی کی نئی جہتوں کی پردہ کشائی کرے" (خطبات ص ۱۲۵) ایک دوسرے جگہ میں وہ اپنے نقطہ نظر کو اس طرح پیش کرتا ہے۔

"کتاب مقدس کا فہم اس وقت تک ناممکن ہے جب تک کہ وہ متبع کے قلب پر اسی طرح منکشف نہ ہو جیسا کہ پیغمبر کے قلب پر ہوا تھا (خطبات ص ۱۸)

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بعض صوفیاء کے مبالغہ آمیز بیانات نے اقبال کو صوفیاء کی راہِ عام سے انحراف کرنے پر مجبور کر دیا۔ اس ضمن میں خود اقبال نے شاہ عبدالقدوس گنگوہی

کہ اس حیرت انگیز اور مبالغہ آمیز بیان کو پیش کیا ہے اور اسی کو نبوت کی ولایت کی برتری کی بحث میں ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے " محمدؐ عربی نے اعلیٰ ترین فلک تک صعود فرمایا اور مراجعت فرمائی۔ خدا کی قسم اگر میں اس مقام تک پہنچتا تو کبھی واپس نہ آتا " شاہ گنگوہی سے اقبال کی مخالفت بجا ہے مگر مشکل یہہ ہے کہ اقبال نے ایک ایسی شخصیت کی مثال دی اور ان کے قول کو محققین صوفیہ سے منسلک کر دیا جو بنیادی طور پر غلط ہے۔ حالانکہ ان ہی خطبات میں اس نے مذہبی زندگی کے اعلیٰ ترین مقصد کو اس طرح پیش کیا تھا کہ مذہبی زندگی کا منتہا یہہ ہے کہ " محدود انا کی اس طرح تشکیل نو کی جائے کہ وہ ابدی حیاتی عمل سے قریب تر ہو جائے لہٰذا اس طرح اپنے انا کو وہ مابعد الطبعیاتی درجہ عطا کرے جس کا ہم اپنے اس ماحول میں صرف ایک جزوی اندازہ کر سکتے ہیں " (خطبات ص ۱۹۳) اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس نے مذہبی زندگی کے منتہا کو سمجھنے میں ایک حد تک کامیابی حاصل کی۔ ان کا یہہ بیان بھی صحیح ہے کہ پیغمبر کی مراجعت ایک تخلیقی عمل ہے۔ پیغمبر کی مراجعت کا مقصد کوئی شخصی یا ذاتی مفاد نہیں ہے بلکہ وہ زمانہ کے بہاؤ میں داخل ہوتا ہے تاکہ تاریخ کی قوتوں کو اپنے قابو میں لائے اور نصب العین کی ایک نئی دنیا کی تخلیق کر سکے۔ لیکن جب وہ جاوید نامہ میں اہرمن کی زبان سے اس اسلامی محققانہ تصور کو کہ " الولایت افضل من النبوۃ " کا ذکر کرتے ہیں جب کہ اہرمن کی خواہش یہ تھی کہ وہ زرتشت کو انجمن سے پوری طرح کھینچ لائے اور خلوت گزینی کی طرف مائل کرے۔ اس بحث سے قطع نظر کہ کیوں انہوں نے زرتشت کو انبیاء کی علامت کے طور پر پیش کیا ہے۔

یہاں دلچسپ سوال یہہ ہے کہ زرتشت کے الفاظ کیا معنی رکھتے ہیں۔؟ زرتشت، اقبال کی زبان میں اہرمن کو خلوت اور جلوت کے فرق کو اس انداز میں پیش کرتے ہیں۔

چیست خلوت، درد و سوز آرزوست

۱ انجمن دیداست و خلوت جستجوست

عشق در خلوت کلیم اللّٰہی است

۲ چون بہ جلوت می خرامد شاہیست

خلوت و جلوت کمال سوز و ساز

۳ ہر دو حالات و مقامات نیاز

گرچہ اندر خلوت و جلوت خداست

۴ خلوت آغاز است و جلوت انتہاست

ترجمہ

تنہائی کیا ہے۔ درد امید کی جلن ہے

۱ انجمن (مجلس) دید (دیکھنا) ہے اور تنہائی ڈھونڈنا (طلب) ہے

عشق تنہائی میں کلیم اللہ (کلیم اللہ کی صفت)

۲ جب وہ جلوت (عالم ظہور) میں سیر کرتا ہے تو وہ بادشاہی ہے

تنہائی اور ظہور (ظاہر ہونا) سوز اور ساز (جلن اور تحمل) کا کمال ہے

۳ یہ دونوں بھی نیاز (اظہار محبت) کے احوال اور مقامات ہیں

اگرچہ کہ خلوت و جلوت (تنہائی اور ظہور) میں خدا ہی جلوہ گر ہے

۴ لیکن تنہائی اس کا (دیدار حق کا) شروع اور جلوہ (ظاہر ہونا لوگوں میں تجلی) اس کی انتہا ہے

لیکن بد قسمتی سے یہ اشعار اس بات کو ثابت نہ کر سکے کہ "ولایت" نبوت سے کمتر ہے"۔ حضرت ابن عربیؒ نے صاف الفاظ میں ولایت کی نبوت پر فضیلت کو پیش کیا ہے۔ حضرت ابن عربیؒ کے لحاظ سے "ولایت ایک مستقل اور نا تبدیلی پذیر مقام ہے جبکہ نبوت میں سلسلہ کے ٹوٹ جانے کا امکان رہتا ہے۔" (فصوص الحکم عربی مرتبہ عفیفی قاہرہ صـ ۶۲)

وہ اس جملہ کی اس طرح وضاحت کرتے ہیں کہ "ہر پیغمبر ولایت کی جہت رکھتا ہے، جو اس کو خدا سے مربوط کرتی ہے۔ اور ایک پیغمبرانہ پہلو ہے جو اس کو خلق سے مربوط کرتا ہے اور یہ جہت پیغمبر کے تشریعی عمل سے تعلق رکھتی ہے۔ ان کی نظر میں نبی کی ولایت کی جہت، ان کے پیغمبرانہ جہت سے برتر ہے صرف اس بناء پر کہ ولایت کی وجہ سے وہ خدا سے مربوط ہوتا ہے۔" (فصوص الحکم ص ۱۳۱ تا ص ۱۳۷) حضرت ابن عربیؒ کے اس تصور کی وضاحت کرتے ہوئے عفیفی یہ کہتے ہیں کہ "ولایت روحانی زندگی کی بنیاد ہے۔ ہر پیغمبر ولی ہے اور ہر نبی ولایت کی جہت کا مالک ہے۔ ولایت کی جہت عرفانِ رب سے مربوط ہے، جو صوفی کی ذات میں منکشف ہوتی ہے۔ اور پیغمبرانہ وحی سے مختلف ہے کیوں کہ تشریعی عمل، اس کا مقام نہیں"۔ (تعلیقات فصوص الحکم الجزالثانی ص ۲۴، ۲۵) ان کے لئے حضرت ابن عربیؒ کی نظر میں الانسان الکامل کا لقب صرف ولیٔ کامل کے لئے مخصوص ہے۔ اس بناء پر کہ وہ ذاتِ احد سے مکمل اتصال رکھتا ہے حضرت محمد صلعم الانسان الکامل ہیں، لیکن اس وجہ سے نہیں کہ وہ پیغمبر ہیں بلکہ اس بناء پر کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکمل اتصال رکھتے ہیں حضرت ابن عربیؒ تمام مسلمانوں کی طرح ختم نبوت کے عقیدہ پر یقین رکھتے ہیں اور محمد رسول اللہ کو سارے پیغمبروں سے افضل مانتے ہیں۔ ان کی مخصوص ولایت کی وجہ سے جس کو وہ الولایت المحمدیہ کا نام دیتے ہیں۔ یہی ولایت محمدیہ سارے پیغمبرانہ عرفان کا سرچشمہ ہے۔ (فصوص الحکم ص ۲۴، ۲۶) جس طرح پیغمبروں میں رسول اللہ خاتم النبوۃ ہیں، اسی طرح ختم ولایت کا مرتبہ ہے جس کو وہ ولایت کی مہر قرار دیتے ہیں۔ اس مقام پر وہ الولایت المقیدہ اور الولایت المطلقہ میں امتیاز کرتے ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہؐ پر نبوت ختم ہوتی ہے لیکن ان کی ولایت جاری رہتی ہے تا آں کہ خاتم ولایت محمدیہ، انسانیت کے اسٹیج پر نمودار ہوتا ہے۔ بہرحال مختصر یہ ہے کہ محمد رسول اللہ کی ولایت ان کی نبوت سے افضل ہے اور خاتم ولایت محمدیہ محمد رسول اللہ کی ولایت کی جہت کی تکمیل کرتا ہے۔

اس لحاظ سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ رسول اللہ کی مشہور حدیث لی مع اللہ وقت ہے آپ کی سوانحی زندگی میں اعلیٰ ترین مقام رکھتی ہے۔ یہاں اس امر کی طرف اشارہ ضروری ہے کہ رسول اللہ کی فاتحانہ شخصیت، ان کی ولایت کا ایک کرشمہ ہے اور میری نظر میں یہ تاریخی واقعہ قابل غور ہے کہ ہجرت رسولؐ معراج رسولؐ کے بعد واقع ہوئی ہے۔ یعنی آپ کی فاتحانہ شخصیت آپ کی تکمیل ولایت کا ایک نتیجہ تھی کیونکہ بحر و بر کی تسخیر اسی شخصیت کی نصیب میں آتی ہے جو خدا سے متصل ہو، یہاں میں بھی کہتا چلوں کہ بحر و بر کی تسخیر صرف مادی مفہوم نہیں رکھتی بلکہ اس کا ایک روحانی اور باطنی مفہوم بھی ہے۔ ولایت کی یہ منزل خلق کے لئے زلزلۂ عالم افکار بن جاتی ہے اور خاتم ولایت محمدیہ روحانی طور پر بحر و بر کی اس طرح تسخیر کرتا ہے کہ زمان و مکان کے ادنیٰ امتیازات اس کے مُرے بے معنیٰ ہو جاتے ہیں اور وہ عالم حق اور عالم خلق کو ابدیت کے سرچشمہ تک پہنچاتے ہیں اور شاید مولانا رومی نے اسی شخصیت کے بارے میں یہ اشارہ کیا تھا "منزل ماکبریاست"

حضرت ابن عربیؒ کی اس واضح بحث کے باوجود تعجب ہے کہ گیارھویں صدی ہجری کے مشہور ہندوستانی عالم دینیات شیخ احمد سرہندی نے ولایت کی فضیلت پر بہت بے اعتدالی کے ساتھ حملہ کرنے کی کوشش کی۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ صوفیانہ ریاضت کے ساتھ ان کا اصل مقصد ایک سماجی اور سیاسی مشن تھا۔ شاید ایسی ہی شخصیتوں کے بارے میں غالب نے کہا تھا ؎

ہیں کواکب کچھ، نظر آتے ہیں کچھ"

وہ اصل میں خود اپنے دور کے سب سے زیادہ پرکشش اور جاذب نظر تحریک "مہدویت" پر حملہ کرنا چاہتے تھے چونکہ ان کا مقصد منفی تھا، اسی لئے انھیں اولیاء صوفیاء کے اس متفقہ ایقان سے برسرِ آزما ہونا پڑا۔ لیکن بہرحال چونکہ وہ اپنے آپ کو ایک صوفی اور ولی کی حیثیت سے بھی پیش کرنا چاہتے تھے اس لئے انھیں اس بات کا اعتراف

کرنا پڑا کہ ہر پیغمبر کی ولایت کی جہت ہوتی ہے۔ اور جس طرح نبوت کے مدارج ہیں ویسے ہی ولایت کے بھی مدارج ہیں" ۔ بالآخر وہ اس بات پر اقرار کرتے ہیں کہ ولایت بہرحال نبوت سے کمتر ہے۔ ان کے الفاظ میں "ہر پیغمبر کی ولایت اس کے قدموں کے نیچے ہوتی ہے"۔ (انتخاب خطوط سرہندی مرتبہ محمد فرمان صـ۱۰۳ مجلس ترقی ادب لاہور ۱۹۵۸ء)

شیخ احمد سرہندی مختلف باطنی تجربات کے مدارج کو بیان کرتے ہوئے اس امر پر زور دیتے ہیں کہ ایک سالک ماسوی اللہ کے فنا کا تجربہ حاصل کرتا ہے جب وہ وجدانی تجربہ سے گزرتا ہے لیکن جس لمحہ وہ بقا کی منزل پر پہنچتا ہے اور ارشاد کے لئے خلق کی جانب واپس ہوتا ہے تو بجز سے عالم کائنات اس کے سامنے عیاں ہوجاتی ہے۔ (انتخاب خطوط صـ۱۴۱) یہاں بھی شیخ احمد سرہندی کو غلط فہمی ہوئی ہے انہوں نے فنا اور بقا کو متضاد مقامات فرض کر لئے اور اسی لئے پیغمبرانہ شخصیت کو لازمی طور پر افضل قرار دیا اور انتہا انہوں نے یہہ کر دی کہ مشہور حدیث "الولایت افضل من النبوۃ" کو اولیاء کا بیان قرار دے کر حالتِ سکر کا نتیجہ قرار دیا (انتخاب خطوط صـ۱۳۷) اس بحث میں ایک اور مقام پر انقباض اور انبساط کے درجات کو اس طرح مسخ کر دیا کہ قلب کا انقباض ولایت ہے اور آگے چلکر اس طرح گل افشانی فرماتے ہیں کہ "اولیاء خلق کو فراموش کر جاتے ہیں۔ لیکن چونکہ انبیاء میں کمال شرح صدر ہے پیغمبر نہ حق سے منحرف ہے۔ اور نہ وہ خلق سے گریزاں ہے"۔ (انتخاب خطوط صـ۱۶۷) یہاں پھر بحث یہہ ہے کہ کیا سرہندی صاحب نے انقباض اور انبساط کو ان کے معروف معنوں میں استعمال کیا ہے یا اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے تحریف کی ہے؟ ان کمزور قضایا کی بنیاد پر اس نتیجہ پر پہنچا کہ پیغمبر کی ولایت کی جہت کو ان کی پیغمبرانہ جہت پر فضیلت ہے بے معنے ہے کیوں کہ ان نئی ولایت کا مقصد عالم انسانیت سے مکمل گوشہ نشینی ہے، جو شاید اولیا اور ان کے بعد خاتم ولایت کا منشاء نہیں تھا۔

شیخ احمد سرہندی ولایت کو وضو کے مماثل قرار دیتے ہیں جو صرف صلوٰۃ کی تیاری کے لئے ضروری ہے۔ اور نبوت وضو کے مقابلے میں کامل عبادت کا درجہ رکھتی ہے (انتخاب خطوط ص ۱۷۱) ان کے نزدیک ولایت، نبوت کے سامنے ایک خادم کا درجہ رکھتی ہے اور صاف الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ "ولایت، نبوت کی ظل کا مقام رکھتی ہے اور ولایت میں کمال، نبوت کے کمال کا ایک سایہ ہے" (انتخاب خطوط ص ۲۴۶، ۲۴۷)

حضرت ابن عربیؒ کے نزدیک اولیاء کے باطنی تجربوں کا سرچشمہ حضرت محمد صلعم کی ولایت محمدیہ ہے۔ یہاں یہ بات صاف واضح ہے کہ ابن عربیؒ ہر ولی کی محض ولایت کو نبوت پر فضیلت نہیں دیتے بلکہ ولایت محمدیہ کو نبوت محمدیہ سے برتر قرار دیتے ہیں۔ لیکن ان کے رد میں سرہندی الفاظ کے گھماؤ سے ایک دوسرا تصور پیش کرتے ہیں۔ ان کے الفاظ میں "الہام کہ اولیاء اللہ را است مقتبس از انوار نبوت است و از برکات و فیوض انبیاء علیہم السّلام است" ص ۲۴۶ ان کے اس نقطۂ نظر کا اس لئے کوئی جواز نہیں ہے کہ خود سرہندی نے نبوت اور ولایت کے نازک ترین فرق کو محسوس نہیں کیا۔ اگر وہ اس نقطہ کو فراموش نہ کر جاتے کہ اولیاء کے الہام کا سرچشمہ ولایتِ محمدیہ ہے اور خاتم ولایتِ محمدیہ ہیں تو پھر انھیں ایک لایعنی بحث میں اتنے صفحے سیاہ نہ کرنے پڑتے اور امت کو تقرب الہٰی سے دور ہٹانے کی کوشش نہ کرتے۔

مطبوعات ادارہ تبلیغ مہدویہ

۱۔ مہدیت کی ضیاء پاشیاں	مولفہ حضرت محمد نورالدین صاحب عربی
۲۔ حضرت سید محمد مہدی علیہ السلام (انگریزی)	" جناب سید علی اصغر صاحب لکچرار انگریزی
۳۔ حضرت سید محمد مہدی علیہ السلام (تلگو)	" جناب شیخ بابا صاحب
۴۔ رسالہ لیلۃ القدر	" حضرت افضل العلماء سید نجم الدین صاحب مدظلہ
۵۔ حضرت میاں مصطفیٰ گجراتی رح	" جناب پروفیسر حافظ محمود شیروانی
۶۔ مختصر سیرت حضرت بندگی میاں شاہ نصرت	" جناب الحاج سید موسیٰ کلیم صاحب ید اللہی
۷۔ مقالات	" الحاج حضرت ابوالعرفان سید خوندمیر صاحب منوری
۸۔ رسالہ دعا	" حضرت مولانا سید اشرف صاحب شمسی
۹۔ ہفت مسائل	" حضرت محمد نورالدین صاحب عربی
۱۰۔ اسلام ان انڈیا س ٹرانزیشن ٹو ماڈرنٹی (اقتباس بزبان اردو)	مترجم جناب سید حمید شمیم نصرتی
۱۱۔ اسلام ان انڈیاس ٹرانزیشن ٹوماڈرنٹی اقتباس بزبان انگریزی)	مولفہ جناب ایم اے کرندی کر صاحب
۱۲۔ رسالہ اقتداء	" حضرت افضل العلماء، سید نجم الدین صاحب مدظلہ
۱۳۔ اعلائے کلمۃ الحق	" فقرائے مہدویہ کا اہم فیصلہ
۱۴۔ اسلامک ہسٹری اقتباس بزبان انگریزی	مصنفہ جناب عزیز احمد صاحب
۱۵۔ اسلامک ہسٹری (اقتباس بزبان اردو)	مترجم جناب سید محمد صاحب مخصوص الزمانی
۱۶۔ اسلام ان انڈیا ٹرانزیشن ٹوماڈرنٹی (اقتباس بزبان تلگو)	" جناب شیخ بابا صاحب
۱۷۔ حضرت سید محمد مہدی ؑ (ٹامل)	" جناب ایم اے قاسم صاحب غلام نبی صاحب ایل بالکوڑ
۱۸۔ اعلائے حق	مولفہ حضرت سید شاہ محمود صاحب نظامی ایل جین ٹین

۱۹۔ نقوشِ سفر	مولفہ حضرت سید نور محمد صاحب پروازؔ الکیلوی ال بھروچ
۲۰۔ واقعاتِ شہادت حضرت الجی میاںؒ شہید	" جناب سید عبدالکریم صاحب یداللہی
۲۱۔ رپورٹ آمد و خرچ ادارہ تبلیغ مہدویہ مارچ ۱۹۷۸ء تا ڈسمبر ۱۹۷۹ء	ادارہ
۲۲۔ مہدویہ انسٹیٹیوشنس	مولفہ ڈاکٹر محمد امام صاحب
۲۳۔ خاتم المرشدینؒ	مولفہ حضرت نورالدین صاحب عرفیؔ
۲۴۔ فاروقِ ولایت	" جناب شیخ چاند صاحب ساجدؔ ایم اے ایم فل
۲۵۔ خورشیدِ رسالت	" جناب باقرؔ منظورؔ صاحب
۲۶۔ حضرت سید محمد جونپوری اور مہدوی تحریک	" جناب سید اقبال احمد صاحب جونپوری
۲۷۔ اے گائیڈ ٹو پریئیر (انگریزی)	" جناب شیخ چاند صاحب ساجدؔ
۲۸۔ پیامِ حق (منظوم)	" جناب مجیب عارفیؔ
۲۹۔ قوم مہدویہ میں یوم عاشورہ کی اہمیت	" صدر مجلس علماء مہدویہ (ہند)
۳۰۔ ~~۳۱~~۔ توقیت	" جناب سید امتیاز اعجاز صاحب بی اے

اراکین ادارۂ تبلیغ مہدویہ

دفتر جامع مسجد مہدویہ نمبر ۳-۷۲-۶-۱ مشیر آباد آندھرا پردیش (۵۰۰۰۴۸)

عہدہ داران ادارہ

جناب محمد صدیق صاحب	صدر	جناب عبدالقادر صاحب بی اے	معتمد عمومی
جناب محمد صاحب	نائب صدور	جناب سید خوندمیر صاحب بی اے	خازن
جناب سید علی صاحب	"	جناب حمید شمیم نصرتی صاحب	مشیر

(اراکین انتظامی)

جناب سید نجم الدین صاحب	جناب محمد محبوب خان صاحب دریازئی
جناب سید احسان الدین صاحب	جناب سید محمد مہدی صاحب پروپرائٹر فیرڈیل
جناب سید احمد صاحب	جناب محمد فصیح الدین صاحب (آرکیٹیکٹ
جناب محمد علی صاحب (اکاؤنٹنٹ)	جناب سید نصرت صاحب "
جناب مرزا فاروق بیگ	جناب شیخ چاند صاحب ساجد
جناب محمود صاحب بھولکپور	جناب محمد عمر صاحب چاند
جناب محمد خواجہ احمد صاحب	جناب محمد غالب صاحب

ہم جو کعبہ جائیں گے تو واں ہو کر اپنے ظفر
کو مدینہ و نجف تو کربلا کو جائیں گے